فون نمبر ۹۴
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
چہارشنبہ

قیمت فی پرچہ ۱۰ پیسے

جلد ۵۲/۱۷ | ۲۰ امان ۱۳۴۲ ہش ۲۳ شوال ۱۳۸۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۶۳ء | نمبر ۶۶

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

ربوہ ۱۹ مارچ بوقت ۸½ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ اِس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ انسان خدا کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے

خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ کسی اَور کو معبود قرار دیا جائے یا پکارا جائے

"یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تاکہ اولاً وہ ایک عادتِ راسخہ کی طرح قائم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو پھر رفتہ رفتہ وہ وقت خود آجاتا ہے جبکہ انقطاع کلّی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذّت کا وارث ہو جاتا ہے مَیں اِس امر کو پھر تاکید سے کہتا ہوں افسوس ہے کہ مجھے وہ لفظ نہیں ملے جن میں غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے کی بُرائیاں بیان کر سکوں۔ لوگوں کے پاس جا کر منّت خوشامد کرتے ہیں۔ یہ بات خدا تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لاتی ہے کیونکہ یہ تو لوگوں کی نماز ہے پس وہ اُس سے ہٹتا اور اسے دور پھینک دیتا ہے مَیں موٹے الفاظ میں اِس کو بیان کرتا ہوں۔ گو یہ امر اِس طرح پر نہیں ہے مگر سمجھ میں خوب آسکتا ہے کہ جیسے ایک مردِ غیوّر کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنی بیوی کو کسی غیر کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہوئے دیکھ سکے اور جس طرح پر وہ مرد ایسی حالت میں اس نابکار عورت کو واجب القتل سمجھتا بلکہ بسا اوقات ایسی وارداتیں ہو جاتی ہیں ایسا ہی جوش اور غیرت الوہیّت کا ہے۔ عبودیّت اور دعا خاص اسی ذات کے مد مقابل ہیں۔ وہ پسند نہیں کر سکتا کہ کسی اور کو معبود قرار دیا جاوے یا پکارا جاوے پس خوب یاد رکھو! اور پھر یاد رکھو! کہ غیر اللہ کی طرف جُھکنا خدا سے کاٹنا ہے۔ نماز اور توحید کچھ ہی کہو کیونکہ توحید کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے اُس وقت بے برکت اور بیسود ہوتی ہے جب اس میں نیستی اور تذلّل کی روح اور حنیف دل نہ ہو۔"

(الحکم ۱۲ اپریل ۱۸۹۸ء)

مکرم مقبول احمد صاحب اور مکرم ابو طالب صاحب ربوہ سے روانہ ہو گئے

ربوہ ۱۹ مارچ۔ مکرم مولوی مقبول احمد صاحب ذبیح اور مکرم ابو طالب صاحب افریقین اعلائے کلمۂ اسلام کی غرض سے بیرونِ پاکستان جانے کے لئے مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۶۳ء بروز ہفتہ چناب ایکسپریس سے کراچی روانہ ہو گئے۔ اہلِ ربوہ نے بہت کثیر تعداد میں ریلوے اسٹیشن پر جمع ہو کر ہر دو مجاہدین کو بہت پُرخلوص طور پر الوداع کہا۔ احباب نے انہیں بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے اور مصافحہ و معانقہ کیا گاڑی روانہ ہونے سے قبل حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر دو مجاہدین کا حافظ و ناصر ہو وہ بخیریت اپنی منزلِ مقصود پر پہنچیں اور اللہ تعالیٰ انہیں خدمت اسلام و خدمتِ سلسلہ کی بیش از پیش توفیق عطا فرمائے۔

آمین

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی شاندار سالانہ تقریب

طلبہ کے انعامی مباحثے اور دو اہم الوداعی تقاریب کا انعقاد

ربوہ ۱۸ مارچ۔ کل مورخہ ۱۷ مارچ بروز اتوار چار بجے شام تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں بہت وسیع پیمانے پر سکول کی سالانہ تقریب کا انعقاد عمل میں آیا۔ یہ شاندار تقریب دو نشستوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ پہلی نشست میں سکول کی سٹوڈنٹس یونین کے زیر اہتمام ایک انعامی مباحثہ منعقد ہوا جس میں سکول کے طلبہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دوسری نشست میں طلبۂ جماعت نہم کی طرف سے میٹرک کے امتحان میں شریک ہونیوالے طلبۂ جماعت دہم کو الوداعی ایڈریس پیش کیا گیا نیز سکول کے ممبران اسٹاف نے سکول کے سینئر انگلش ٹیچر محترم عبد الرحمٰن خان صاحب بنگالی بی اے ایل ایل۔ بی، بی۔ ٹی کے ریٹائر ہونے اور اعلائے کلمۂ اسلام کی غرض سے عنقریب عازمِ امریکہ ہونے پر انکی خدمت میں الوداع کے طور پر نہایت محبت و خلوص اور قدردانی کے گہرے جذبات کا اظہار کیا۔

سکول کی اِس شاندار سالانہ تقریب میں جو بہت سلیقے اور نظافت کے ساتھ ترتیب دی گئی تھی سکول کے طلبہ و ممبران اسٹاف کے علاوہ بعض بزرگان سلسلہ اور علی الخصوص محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج نے بھی شرکت فرمائی۔ نیز محکمہ تعلیم کے متعدد ضلعی اور ڈویژنل افسران اور ربوہ کے قریبی مقامات کے بعض ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان بھی خاص دعوت پر اس میں شریک ہوئے۔ تقریب شروع ہونے سے قبل خاص خاص مہمانوں نے سکول کی تجربہ گاہ اور میوزیم کا معائنہ کیا اور طلبہ کے کام پر بہت پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

(باقی صفحہ پر)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۰ مارچ ۶۳ء

لاتقنطوا من رحمۃ اللہ

ایک لاہور کے ہفت روزہ میں "یہ امت خرافات میں کھو گئی" کے زیر عنوان جو پہلا ادارتی نوٹ شائع ہوا ہے ذیل میں لفظ بہ لفظ نقل کیا جاتا ہے:۔

"بہت دن ہوتے ہیں ایک بزرگ جن کے نہاں خانہ دماغ میں اسلامی یونیورسٹی کے قیام کا خاکہ ہے ہمارے پاس تشریف لائے اور دیر تک مسلمانوں کے مستقبل کا ذکر کرتے رہے ہم انکا نام اس لئے نہیں لینا چاہتے کہ ان میں روحانی قدروں کی بہ نسبت سیاسی قدروں کی افراوانی ہے اور بالفاظ دیگر ان کا وجود دینی سے زیادہ سیاسی ہے ہمارا نقطہ نگاہ یہ تھا کہ

ا۔ مسلمانوں میں دماغی لحاظ سے جمود اور اجتماعی اعتبار سے انحطاط اتنا عام ہو چکا ہے کہ ان کی نشاۃ ثانیہ بظاہر ایک خواب نظر آتی ہے۔

۲۔ ایک ایسی قوم جو مٹنے پر آمادہ ہو یا جس کا نوشتہ تقدیر ہی موت ہو، اور جس نے وہ تمام نشانیاں قبول کر لی ہوں جو مرنے والی قوموں کا خاصہ ہوتی ہیں تو اس عالم جان کنی سے اسے رب العالمین کا فضل و کرم ہی نکال سکتا ہے دوسری کوئی صورت نظر نہیں آ رہی ہے۔

۳۔ مسلمانوں کو عروج و اقبال تب ہی حاصل ہو سکتا ہے جب ان میں کوئی ایسی راہنما شخصیت پیدا ہو جو یورپ کی فکری قیادت کو چیلنج کر سکے اور مسلمانوں کو ان کے باہمی انتشار سے نکال کر سیاسی طور پر متحد کر دے۔

۴۔ صدیوں سے مسلمانوں میں روحانی یا سیاسی اعتبار سے کوئی مرکزی شخصیت موجود نہیں۔ نتیجۃً مسلمان اپنے اپنے دوائر کی ملکی عصبیت کے علاوہ داخلی طور پر طبقاتی کشمکش کا شکار ہیں اور یہ ایک ایسا مرض ہے جس کا تیر بہدف علاج تو موجود ہے اور وہ کلام الٰہی ہے لیکن کوئی مسیحا نفس معالج نہیں ہے۔ اسی کا سبب ہے کہ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا پورا چہرہ مسخ ہو بلکہ ہو چکا ہے۔

۵۔ قرآن نے قوموں کے نشو و نما پانے کی جو علامتیں سورہ عصر میں بیان کی ہیں وہ تمام تر مسلمانوں میں مفقود ہیں۔ ایک مومن قانت کی طرح نہ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ جس چیز کا نام انہوں نے ایمان رکھ دیا ہے وہ جلی و خفی شرک ہے اعمال صالح کی فصل ہی ان کے ہاں کٹ چکی ہے۔ رہا حق کی اشاعت و دعوت کا سوال تو۔ ع
سوائے حسرت تعمیر گھر میں خاک نہیں

اور جب ایک قوم ان خصائص سے معرّیٰ ہو تو اس میں جدوجہد کی اجتماعی روح اور کردار و عمل کو سرسبز کرنے کا جوہر یعنی صبر کیونکر پیدا ہو سکتا ہے

۶۔ جو لوگ داعی حق کہلا رہے ہیں اور جن کا امتیازی نعرہ یہ ہے کہ وہ دین اسلام نافذ کرنے کی دُھن میں لگے ہوئے ہیں کسی "جہانگیر" کے ہاتھوں "گوالیار" کے قلعہ میں قید ہونے کو تیار نہیں البتہ سیاست کا شوق انہیں اس حد تک لاحق ہو گیا ہے کہ "آگرہ" کے قلعہ میں قید کر دئے جائیں تو "تاج محل" نگاہوں کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں — یعنی اقتدار ذات کے سوا ان کا کوئی دوسرا مطمح نظر نہیں ہے۔

حاصل کلام یہ کہ پچھلی کئی صدیوں سے مسلمانوں نے اتنی خدمت نہیں کی ہے جتنی کہ خود اسلام نے مسلمانوں کی حفاظت کی ہے اور نتیجہ اس صورت حال کا یہ ہے کہ

یہ امت خرافات میں کھو گئی

ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے مخاطب بزرگ اس کا جواب دینے سے قاصر تھے بلکہ معذور۔"

(چٹان ۱۱ر مارچ ۱۹۶۳ء صفحہ ۳)

یہ ادارتی نوٹ دراصل مسلمانوں کی موجودہ دینی حالت پر مہر ثبت کر دیتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی بیماری اب اس درجہ پر پہنچ چکی ہے کہ کوئی انسانی حکمت کا نسخہ اس کو صحت یاب نہیں کر سکتا۔ نہیں۔ یہ حالت اتنی شکستہ ہے کہ جس پر آج سے ۶۰ سال کا کیا ہوا مولانا حالی کا قول یہ صادق آتا ہے ؎

کسی نے یہ بقراط سے جا کے پوچھا
مرض تیرے نزدیک مہلک ہے کیا کیا
وہ بولا نہیں ہے مرض کوئی ایسا
کہ جس کی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جس کو آسان سمجھیں
کہے جو طبیب اس کو ہذیان سمجھیں

آج بقول ہفت روزہ مذکور مسلمانوں کو ایسا ہی مرض لگ چکا ہے اور بیماری کا اتنا زور ہو چکا ہے کہ مریض سمجھتا ہے کہ وہ دراصل مریض ہی نہیں اور جب طبیب حاذق اسکی توجہ اس طرف دلاتا ہے تو اسکو ہذیان سمجھتا ہے

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں کی یہ حالت ہو چکی ہے جس کا ذکر ہفت روزہ مذکور نے اس تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے تو کیا اب کچھ نہیں ہو سکتا کیا مسلمانوں کی حالت کے سنورنے سے بالکل ہی مایوس ہو کر بیٹھ جانا چاہیئے یا کیا اسلام ہی کو خیرباد کہہ دینا چاہیئے اور عیسائیت کی آغوش میں چلے جانا چاہیئے کیونکہ آجکل بظاہر عیسائی کہلانے والوں کی حالت بھی مسلمانوں سے بدرجہا بہتر ہے یا پھر یہودی ہو جانا چاہیئے کیونکہ آجکل نظریاتی اور مالی لحاظ سے یہودی ہی تمام دنیا پر چھائے ہوئے ہیں اور اب تو ان کو ایک مرکز اپنا دل پسند وطن بھی اسرائیل کی صورت میں مل گیا ہے یا پھر آریہ بننا ہی کیوں نہ پسند کیا جائے کیونکہ اس طرح مسلمان بھارت کے مسلمانوں کو بھی ساتھ لیکر مہا بھارت بنا کر اپنی ہستی کو بچا سکتے ہیں۔ آخر اس پستی سے نکلنے کی کوئی راہ ہے کہ نہیں جس کا معاصر نے اپنے ادارتی نوٹ میں نقشہ کھینچا ہے۔

قرآن کریم کو ہم دیکھتے ہیں تو اس میں مسلمانوں کو یہ بشارت دی گئی ہے کہ "انتم الاعلون" لیکن آج اس بستی دنیا میں مقالہ نویس کے الفاظ میں ہم دیکھتے ہیں یہی مسلمان قوم مٹنے پر آمادہ ہے اور اسکی نشاۃ ثانیہ بظاہر ایک خواب نظر آتی ہے۔

تو کیا پھر قرآن کریم نے جو کچھ کہا ہے وہ درست نہیں ہے؟ یا آجکل کا مسلمان عمداً کوشش کر رہا ہے کہ قرآن مجید کی اس بات کو غلط ثابت کیا جائے۔ آیئے سوچیں کہ قرآن کریم نے جو فرمایا ہے کہ "انتم الاعلون" کیا یہ یونہی کہہ دیا ہے یا اس میں کوئی حقیقت بھی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر تو ان الفاظ کا اطلاق ضرور ہوتا تھا۔ کیا چند ہی سالوں میں مسلمان تمام دنیا پر بھاری نہیں ہو گئے تھے۔

کیوں ہنستے ہو کہا جو یہ ہے آج جن کے ہاتھوں لاہوں
کچھ دن گزرے میں نے بھی خوش رنگ لباس اک پہنا تھا۔

اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ اب بھی آفتاب عالمتاب کی طرح صفحہ دنیا پر چمک رہی ہے۔ دنیوی شوکت کو جانے دیجئے۔ اگرچہ دنیاداری پیمانے سے ناپتا ہے مگر اسلام کا پیمانہ اور ہے اس کا پیمانہ "الفقر فخری" ہے۔ کیا اسلامی تاریخ میں ایسے روشنی کے مینار نظر نہیں آتے جن کو "درویش" کہنا چاہیئے۔ درویش اور درویش شہنشاہ کیا ایسے انسان اسلام نے نہیں پیدا کئے جن کی چشم کی ایک حرکت پر شہنشاہوں کے زہرے آب آب ہو جاتے تھے وہ درویش آج بھی جن کے "مزار" زیارت گاہ خواص و عام بنے ہوئے ہیں۔ آج کے مسلمان وہاں جاتے ہیں تو ان کے نور کی بجائے خاک در اپنے ماتھوں پر اور چہروں پر ملتے ہیں لیکن چونکہ دل کے چراغ ٹوٹ پھوٹ گئے ہیں اسلئے وہ جلتے ہوئے شعلوں سے بے نیل مرام صفر الیدین واپس چلے آتے ہیں کیوں؟

اسلئے کہ ان ٹوٹے پھوٹے چراغوں میں تیل کی بجائے اب مٹی بھری ہوئی ہے۔ وہ ان مزاروں سے

(باقی صفحہ ۸ پر)

یہ اسی بہشت کا پھول ہے

تو حلول سمجھا مثال کو ترے علم و فکر کی بھول ہے
یہ مسیح اور مسیح ہے نہ حلول ہے نہ نزول ہے

وہی خو سہی وہی بو سہی وہی رنگ ہے وہی ڈھنگ ہے
وہ علیٰحدہ یہ علیٰحدہ گو اسی بہشت کا پھول ہے

یہ ہے پیشگوئی رسولؐ کی وہ نبی تو ہے مگر امتی
وہ جو آنے والا تھا آ گیا ترا انتظار فضول ہے

نہیں آنکھ دیکھتی کیا تری ہے یہ فتنہ۔ فتنۂ آخری
وہی دجل ہے وہی کافری وہی عرض ہے وہی طول ہے

نہ خضوع تیرے قعود میں نہ خشوع تیرے سجود میں
نہ ترا خلوص ہے معتبر نہ تیری نماز قبول ہے

وہی آپ حافظِ ذکر ہے تجھے مفت دین کی فکر ہے
وہ علیم ہے وہ خبیر ہے تو ظلوم ہے تو جہول ہے

وہ بھی مصطفےٰؐ کا جلال تھا یہ بھی مصطفےٰؐ کا جمال ہے
یہی ختمیت کا کمال ہے یہی ارتقا کا اصول ہے

یوگنڈا (مشرقی افریقہ) میں تبلیغ اسلام

ڈیڑھ ہزار میل کا تبلیغی سفر ۔ ملاقاتیں اور تقاریر ۔ وسیع پیمانے پر لٹریچر کی تقسیم

از مکرم صوفی محمد اسحٰق صاحب بتوسط وکالت تبشیر ربوہ

خاکسار نے اس سہ ماہی میں یوگنڈا کے شمالی علاقہ کا دورہ شروع کیا یہ علاقہ سوڈان اور کانگو کی سرحد کے ساتھ ملتا ہے میں نے اس عرصہ میں سے دو ماہ سروٹی شہر میں بسر کئے اور ایک ماہ کا عرصہ گلو میں بسر کیا جو شمالی صوبہ کا صدر مقام ہے۔ سروٹی میں قیام کے عرصہ میں خاکسار نے عیسائیوں، سکھوں اور مسلمانوں میں سے اثنا عشری اور اسمٰعیلیوں میں تبلیغ کی ایک مہم شروع کی۔ یہاں کی مسلم ویلفیئر سوسائٹی کے سیکرٹری سے دو تین دفعہ ملاقات کی اور زبانی تبلیغ کی۔ اس نے احمدیت یا حقیقی اسلام انگریزی اور کچھ اور لٹریچر خریدا۔

اس عرصہ میں خاکسار نے اس ضلع کی مسلم ویلفیئر سوسائٹی کے صدر سے بھی ملاقات کی جو اسمٰعیلی ہے۔ اس نے بھی ہمارے کام اور اخلاص کی بہت تعریف کی اور کہا کہ سچی بات یہ ہے کہ کام صرف اخلاص سے ہی ہو سکتا ہے۔ اسی اثناء میں خاکسار نے ایک مضمون بصورت پمفلٹ توحید کی تائید اور تثلیث کی تردید میں لکھا اور یہاں کے ایک مسلمان ڈاکٹر کو دکھایا جس نے اسے پڑھ کر بہت پسند کیا۔ اور اپنی طرف سے اس کی اشاعت کے لئے ۴۰ شلنگ چندہ دیا۔

سروٹی میں قیام کے عرصہ میں خاکسار نے گورنمنٹ افسران میں سے اس ضلع کے ڈی سی اسکے ہر دو اسسٹنٹ کمیونٹی ڈویلپمنٹ افسر شہر کے ہندو مجسٹریٹ۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورنمنٹ کالج کے انگریز پرنسپل ٹیکنیکل سکول کے انگریز پرنسپل۔ سپرنٹنڈنٹ اور اس کے اسسٹنٹ۔ یوگنڈا الیکٹرسٹی کے انگریز انچارج اور محکمہ حیوانات کے انگریز انچارج اور P.W.D کے بعض افسران سے ملاقاتیں کیں اور مشن کا تعارف کرایا۔ مندرجہ بالا افسران میں سے سوائے دو تین کے باقی سب نے ہمارا لٹریچر خریدا جنہوں نے نہ خریدا انہیں مفت لٹریچر پڑھنے کو دیا۔ یوگنڈا مشن کے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ نے کتاب Where did Jesus die پڑھنے کے بعد کہا ہے کہ یہ کتاب نہایت مدلل ہے ایک اسسٹنٹ ڈی سی نے یہ کہا کہ یہ کتاب اپنے اندر معقولیت لئے ہوئے ہے۔ شہر کا مجسٹریٹ جو ہندو ہے اس نے ہماری جماعت کی بہت تعریف کی اور ہمارا ترجمۃ القرآن خریدا۔ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کے ایک عیسائی افسر نے بھی ترجمہ قرآن مجید اور کتاب Where did Jesus die خریدی اور پڑھنے کے بعد کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ فی الواقعہ حضرت مسیح غیر اسرائیلیوں کے لئے نہ تھے۔

اس ملک کی آزادی کے موقعہ پر ہمارے مخلص احمدی بھائی غلام احمد صاحب کھوکھر نے اپنے مکان پر اس ضلع کے ڈی سی اس کے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی دعوت کی۔ اس موقعہ پر جماعت کی طرف سے ڈی سی کو انگریزی قرآن مجید پیش کیا گیا۔ اور ماسٹر عبدالغنی صاحب عباوان نے اپنی تقریر میں جماعت کا تعارف کرایا اور اس کے مقاصد سے آگاہ کیا ڈی سی نے اپنی تقریر میں جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ آپ کا مشن یہاں آزادی سے تبلیغ کر سکتا ہے۔ اگر کوئی مشکل پیش آئے تو ہم آپ کی ہر ممکن مدد کریں گے

سروٹی کا ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف ہیلتھ بھی جو عیسائی ہے بڑی سنجیدگی سے ہمارے لٹریچر کا مطالعہ کر رہا ہے، احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سروٹی کے ایک عیسائی گرلز سکول کے انگریز انچارج سے بھی خاکسار دو دفعہ ملا۔ اور اسے لٹریچر پڑھنے کو دیا۔ اسی اثناء میں سروٹی سے ۵۰ میل دور لیرا شہر میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں خاکسار نے متعدد سرکاری دفاتر میں اپنے پمفلٹ تقسیم کئے کتب فروخت کیں۔ وہاں کی لوکل ایڈمنسٹریشن کے جج نے خاص طور پر ہمارا لٹریچر دیکھ کر خوشی ظاہر کی۔ اپنے سروٹی کے قیام میں خاکسار نے سکھ طبقہ میں تبلیغ کی۔ چنانچہ یہاں کے دو سکھ رئیسوں نے ہماری قادیان سے شائع شدہ کتاب "چولی پھول" پڑھی اور اسکی تعریف کرنے کے علاوہ انہوں نے اپنی طرف سے ۱۰ شلنگ مشن کو ہدیہ بھیج دیا۔ نیز تفسیر صغیر خریدنے کا شوق بھی ظاہر کیا۔ اسی طرح ایک اور سکھ نے اسے پڑھ کر ۵ شلنگ ہدیہ دیا۔ جب خاکسار اس ضلع کے کمیونٹی ڈویلپمنٹ افسر سے ملا اور اسکو اپنا لٹریچر دکھایا تو اس نے شہر کی لائبریری کے لئے ہمارا انگریزی ترجمہ قرآن مجید اسلامی اصول کی فلاسفی اور لائف آف محمد خریدیں۔

سروٹی میں اپنے قیام کے دوران میں خاکسار نے احمدی بچوں کو یسرنا القرآن اور قرآن مجید بھی پڑھایا۔ اور جماعتی تربیت کے لحاظ سے ایک اہم کام یہ کیا کہ سروٹی اور لیرا میں مقیم پاکستانی احباب کو تحریک جدید میں شامل کیا۔ چنانچہ گزشتہ سال کے وعدے اس سہ ماہ ستمبر میں لئے جو تقریباً ۴۰۰ شلنگ کے ہوئے۔ اور اب تک وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب ادا ہو چکے ہیں۔ امسال رواں کے وعدے اس سہ ماہ نومبر میں لئے جو ۵۰۰ شلنگ سے زائد کے ہیں اور اس کا نصف حصہ وصول بھی ہو چکا ہے۔ امید ہے کہ یہ سب احباب مستقل طور پر ہر سال اس میں حصہ لیتے رہیں گے۔ انشاء اللہ

سروٹی میں دو ماہ کے قیام کے بعد یکم دسمبر کو خاکسار گلو آ گیا جو شمالی صوبہ کا صدر مقام ہے اور سوڈان کی جنوبی سرحد کے بالکل قریب ہے اس علاقہ میں اکثریت مشرک لوگوں کی ہے۔ جن میں عیسائی مشنوں نے اپنے بڑے مضبوط مراکز قائم کر رکھے ہیں۔ اور بعض نے اپنے مشنوں کے ساتھ بڑے بڑے فارم بھی بنا رکھے ہیں۔ جن سے ہر سال انہیں ہزاروں روپے کی آمد ہوتی ہے۔ یہاں مسلمان عموماً مہاجر سوڈانی ہیں۔ اور مقامی لوگ بہت ہی کم مسلمان ہیں ان کی حالت بہت ہی خستہ ہے۔ شہر کے اندر ان میں کوئی مسجد نہیں۔ ایک مسجد شہر سے باہر دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور دوسری بھی شہر کے باہر سوا دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ خاکسار نے ان ہر دو مسجدوں کے اماموں سے ملاقات کی۔ اور ان کو اپنا لٹریچر پڑھنے کو دیا۔ ان میں سے ایک نے کافی توجہ دی ہے۔ اور اس سے دو تین دفعہ اس کے گھر پر ملاقات بھی ہوئی ہے۔

اس عرصہ میں خاکسار نے اس شہر کے عیسائی طبقہ میں وسیع پیمانہ پر "یسوع صلیب پر فوت نہیں ہوا" کا پمفلٹ تقسیم کیا۔ اور لٹریچر فروخت کیا۔ ایک روز یہاں کے Rural ٹریننگ سنٹر میں جہاں ڈی سی نے ضلع کے کونسلروں کو بلا رکھا تھا۔ خاکسار نے ان کونسلروں کو مندرجہ بالا پمفلٹ دیا۔ جس پر انہوں نے میرا لیکچر سننے کی خواہش کی چنانچہ دوسرے روز میں ان کے ہاں گیا اور ان میں یسوع کے صلیب پر فوت نہ ہونے کے متعلق لیکچر دیا جو انہوں نے پوری توجہ کے ساتھ سنا۔ بعد ازاں پون گھنٹہ تک میں نے ان کے مختلف سوالوں کے جواب دیئے۔ یہ سامعین سوائے ایک دو کے باقی سب کیتھولک تھے۔

میں مختلف سرکاری اور غیر سرکاری دفاتر میں جاتا رہتا ہوں۔ اور کلرکوں اور افسروں کو لٹریچر دیتا رہتا ہوں کتب بھی فروخت کرتا ہوں۔ ایک دفعہ یہاں کے ایک عیسائی افسر کی میز پر اپنا اشتہار رکھ کر چلا آیا۔ بعد ازاں وہ مجھے ایک روز اتفاقیہ بازار میں مل گیا اور کہنے لگا میں نے تمہارا اشتہار دیکھ کر اسی روز تمہارے مشن کو خط لکھا تھا کہ مجھے Where did Jesus die کتاب چاہیئے۔ میرے پاس اس کا صرف ایک ہی قدرے پھٹا ہوا نسخہ باقی رہ گیا تھا۔ چنانچہ اس نے وہی خرید لیا اور مجھے اپنے گھر آنے کی دعوت دی چنانچہ دوسرے روز جب میں اسکے گھر گیا۔ تو وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے رات سونے سے قبل اس کتاب کو آدھا ختم کر لیا تھا۔ مجھے یہ کتاب بہت اچھی لگی ہے۔ اگر تم کہو تو میں اس کتاب کا ترجمہ اس علاقہ کی زبان میں کر دوں۔ اس پر میں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اور پیشکش پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔ بعد ازاں میں نے اسے اور اس کے دو اور ساتھیوں کو سوا گھنٹے کے قریب زبانی تبلیغ کی جو انہوں نے پوری توجہ سے سنی۔

اس عرصہ میں میں نے اپنے سروٹی کے ایک احمدی بھائی محمد ابراہیم صاحب کھوکھر کے ساتھ انکی گاڑی میں اس سارے علاقہ کا ایک تین روزہ ۳۶۰ میل کا لمبا دورہ کیا۔ جو سوڈان اور کانگو کی حدود کے بالکل ساتھ ساتھ تھا۔ اس دورہ میں میں نے تقریباً دس شہروں کا دورہ کیا بیسیوں پمفلٹ تقسیم کئے۔ لٹریچر فروخت کیا اور مختلف جگہوں پر انفرادی تبلیغ کی۔ ایک جگہ چند کیتھولک عیسائی ٹیچروں میں اپنا لٹریچر فروخت کیا انہوں نے کہا اگرچہ ہم کیتھولک ہیں تاہم حق کو معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کتب کو پڑھ کر آپ سے سوالات کرنا چاہتے ہیں جس پر میں نے انہیں ایڈریس دیا

خاکسار نے اپنے مندرجہ بالا عرصہ قیام میں مجموعی طور پر ۱½ میل سفر کیا۔ ایک ہزار پمفلٹ تقسیم کئے [illegible]۰۰ کے قریب افراد کو انفرادی تبلیغ کی۔ اور ۷۰۰ شلنگ کے قریب لٹریچر فروخت کیا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں جلد احمدی جماعتیں قائم کر دے تا کہ علاقہ میں اسلام کا بول بالا ہو۔ آمین

انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰٓؤا

تقریر "حقیقتِ نبوت" پر مصری صاحب کا تبصرہ اور ہمارا جواب

جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری

(قسط نمبر ۱۶)

مَیں نے اپنی تقریر حقیقتِ نبوت میں آیتِ قرآنیہ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقاً سے اس بات کا ثبوت پیش کیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا امتی جس طرح اس آیت کے رو سے صالح شہید اور صدیق بن سکتا ہے ویسے ہی مقامِ نبوت بھی پا سکتا ہے۔ چنانچہ میرا استدلال یوں تھا۔

"اس آیت کی رُو سے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے آپ کے امتیوں کو چار قسم کے انعامات مل سکتے ہیں نبوت بھی۔ صدیقیت بھی۔ شہادت بھی اور صالحیت بھی۔ اگر صالحیت کا دروازہ اس آیت کی رو سے کھلا ہے۔ اگر شہادت کا دروازہ اس آیت کی رو سے کھلا ہے۔ اگر صدیقیت کا دروازہ اس آیت کی رو سے کھلا ہے تو نبوت کا دروازہ بھی اس آیت کے رو سے کھلا ہے۔ پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے اور آپ کی پیروی کی شرط سے آپ کی غلامی میں اور آپ کے وجود میں اپنے وجود کو کھو کر فنا فی الرسول کا مقام حاصل کرنے کے بعد ایک امتی مقامِ نبوت پا سکتا ہے۔ یہ قرآن کریم کی نصِ قطعی ہے جو اس بات پر دلیل ہے کہ امتی نبوت کا دروازہ امتِ محمدیہ کے لئے کھلا ہے اور یہ شرف صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے کہ آپ کی پیروی کے واسطہ سے آپ کے امتی کو مقامِ نبوت بھی مل سکتا ہے۔"

پھر مَیں نے معیّت کی حقیقت واضح کرنے کے لئے کہا تھا۔

"بعض علماء کہتے ہیں یہاں لفظ مع ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ ہیں ٹھیک ہے لفظ مع ہی ہے مگر سوال یہ ہے کہ مسلمان پہلے انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ ہیں تو کس بات میں؟ کیا زمانہ کے لحاظ سے؟ یہ تو محال ہے۔ ان لوگوں کے زمانوں کو جن میں امتِ محمدیہ سے پہلے نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالحین گزر چکے ہیں ہم نہیں پا سکتے تو کیا ساتھ ہیں بلحاظ مکان کے؟ یہ بھی محال ہے کیونکہ امتِ محمدیہ کے افراد کا تمام گزشتہ انعام یافتہ لوگوں سے جگہ کے لحاظ سے ساتھ ہونا بھی محال ہے پس معیّتِ زمانی بھی محال ہوئی۔ اور معیّتِ مکانی بھی محال ہوئی۔ اب ایک تیسری قسم کی معیّت ہے جو علماء نے بیان کی ہے اسے معیّت فی المنزلۃ یعنی مرتبہ اور درجہ میں معیّت قرار دیتے ہیں۔ یہ معیّتِ معنوی ہے۔ معیّت ظاہری تو اس جگہ محال ہے کیونکہ اولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم جملہ اسمیہ ہے جو استمرار کو چاہتا ہے اور اس دنیا میں ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں کو پہلے انعام یافتہ لوگوں کی معیّت عطا کرنے کا وعدہ دے رہا ہے اور ظاہری معیّت ان سے اس دنیا میں زمانی اور مکانی لحاظ سے محال ہے جب ایک حقیقت متعذر اور محال ہو تو پھر اس حقیقت کا محال ہونا قرینہ بن جاتا ہے مجازی معنوں کے لئے۔ پس یہاں مع کا لفظ مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس جگہ رفاقت اور معیّت مجازی مراد ہے نہ کہ ظاہری کیونکہ ظاہری معیّت کا متعذر ہونا اس جگہ مجاز کے لئے قطعی قرینہ ہے جو اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ یہاں درجہ اور مرتبہ میں ہی معیّت مراد ہے۔ پھر اس جگہ اگر درجہ کی معیّت تسلیم نہ کی جائے تو آیت کا سارا مضمون ہی بگڑ جاتا ہے یعنی اگر ہم یہ معنی کریں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے نبیوں کے ساتھ ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ نبی نہیں تو پھر آیت کے اگلے حصہ کے یہ معنی بن جائیں گے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے صدیقوں کے ساتھ ہیں صدیق نہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنیوالے شہیدوں کے ساتھ ہیں شہید نہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے صالحین کے ساتھ ہیں صالح نہیں۔ لیکن اگر اس آیت کے رو سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے صالح بن سکتے ہیں۔ شہید بن سکتے ہیں۔ صدیق بن سکتے ہیں۔ تو لاریب یہ آیت بتلاتی ہے کہ آپ کی پیروی میں مقامِ نبوت بھی مل سکتا ہے یہ مقام آپ کی ختمِ نبوت کے منافی نہیں بلکہ آپ کی پیروی کے واسطہ سے ملنے کی وجہ سے یہ آپ کی ختمِ نبوت یعنی مہر نبوت کا فیض ہے جس طرح صدیقیت شہیدیت اور صالحیت کے مقامات آپ کا فیض ہیں۔"

چونکہ میرا روئے سخن اس جگہ غیر مبائعین کی طرف نہ تھا بلکہ اپنی جماعت کو مجھے دوسرے لوگوں سے طریق خطاب سکھانا تھا اس لئے اپنے ان معنی کی تائید میں اپنی تقریر میں مَیں نے امام راغب علیہ الرحمۃ کے اقوال بھی پیش کئے جو غیر از جماعت لوگوں کے لئے مؤثر ہو سکتے تھے چنانچہ مَیں نے پیش کیا کہ:۔

"امام راغب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مفردات میں زیر لفظ "کتب" اس آیت میں مع کے معنی زمرہ میں شامل ہونا قرار دیتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں قولہ فاکتبنا مع الشاھدین ای اجعلنا فی زمرتھم اشارۃ الی قولہ فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم (مفردات راغب ص۴۳۵) یعنی قرآن مجید کی آیت فاکتبنا مع الشاھدین میں مع کے معنی یہ ہیں کہ ہم کو زمرۂ شاہدین میں داخل فرما جس طرح کہ آیت فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم میں مع کے معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے منعم علیہم کے زمرہ میں شامل ہیں۔ پھر اس آیت کی تفسیر ان کی طرف سے یوں بیان ہونا مذکور ہے۔ قال الراغب ممن انعم اللہ علیھم من الفرق الاربع فی المنزلۃ والثواب النبی بالنبی والصدیق بالصدیق والشھید بالشھید والصالح بالصالح (تفسیر بحر المحیط جلد ۳ ص۳۰۳ مطبوعہ مصر) یعنی امام راغب کے نزدیک آیت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے مرتبہ اور ثواب میں پہلے نبیوں شہیدوں اور صالحین میں شامل کئے جائیں گے۔ اس امت کا نبی نبی کے ساتھ۔ صدیق صدیق کے ساتھ۔ شہید شہید کے ساتھ اور صالح صالح کے ساتھ۔ پس یہ آیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے واسطہ سے امتی نبوت کا دروازہ امتِ محمدیہ میں کھلا قرار دینے میں نصِ صریح ہے۔"

مصری صاحب کا الزام

میرے اس بیان پر جناب مصری صاحب کو پہلا اعتراض یہ پیدا ہوا ہے کہ مَیں نے خدا کے مقرر کردہ امام کو چھوڑ کر کسی دوسرے امام کی پناہ لی ہے۔ پھر وہ میرے بیان کو حکم پر حکم بننے کی کوشش قرار دیتے ہیں اور بزعم خود اس کے ثبوت میں تریاق القلوب ص۱۲۲ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر بھی پیش کرتے ہیں جس میں اس آیت کی روشنی میں امت کے لئے چار کمال پانے کا دروازہ کھلا قرار دیا گیا ہے اوّل کمال نبوت دوم کمال صدیقیت سوم کمال شہادت اور چہارم کمال صالحیت اور یہ دکھاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ چاروں کمالات ولی اعظم قطب الاقطاب اور سید الاولیاء کی نشانی قرار دیتے ہیں۔ اس سے مصری صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ کمال نبوت کا پانے والا زمرۂ انبیاء کا فرد نہیں ہوتا اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ کتاب تریاق القلوب کے ص۱۵۷ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے متعلق لکھا ہے کہ:۔

"اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے
کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو
حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔
کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے
جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔"

یہ عبارت پیش کر کے مصری صاحب لکھتے ہیں:۔

"اب دیکھ لو کس صفائی اور
کس وضاحت کے ساتھ حضور
نے اپنے آپ کو غیر نبی قرار
دیا ہے جس سے واضح ہو گیا کہ
کثرت سے پیشگوئیوں کو پانیوالا
کمال نبوت تو پا لیتا ہے لیکن
نبی نہیں بن سکتا۔"

مصری صاحب کی حق پوشی

مجھے جناب مصری صاحب کے اس نتیجہ سے ایک حد تک اتفاق ہے مگر ظلم یہ ہے کہ اب جناب مصری صاحب نے غیر مبائعین سے حق پوشی کا ڈھنگ سیکھ لیا ہے اور جس طرح وہ لوگ صرف تصویر کا ایک رخ پیش کرتے ہیں اور دوسرا رخ چھپاتے ہیں وہی شیوہ آپ نے بھی اختیار کر لیا ہے۔ بحث کا یہ طریق برہانی نہیں محض جدلی ہے کیونکہ اس بحث میں آپ صریح حق پوشی سے کام لے رہے ہیں اور تصویر کا ایک ہی رخ پیش کر رہے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی جزئی فضیلت کے اس عقیدہ میں بھی تبدیلی کر چکے ہیں اور اپنے تئیں مقامِ نبوت کا بھی حامل قرار دے چکے ہیں چنانچہ حضور ریویو جلد اوّل ص۲۵۷ میں لکھتے ہیں:۔

"خدا نے اس امت میں سے
مسیح موعود بھیجا جو اس
پہلے مسیح سے اپنی تمام
شان میں بہت بڑھ کر ہے۔"

صاف ظاہر ہے کہ آپ نے تئیں پہلے مسیح سے بھی تمام شان میں بڑھ کر آپ قرار دے سکتے ہیں جب آپ نہ صرف کمالِ نبوت پانے کے مدعی ہوں بلکہ مقام نبوت پانے کے بھی مدعی ہوں۔ چنانچہ جب تریاق القلوب اور ریویو کی ان دو عبارتوں کی بنا پر آپ پر یہ سوال ہوا کہ آپ کی ان دونو عبارتوں میں تناقض ہے تو آپ نے اس کا یہ جواب دیا کہ:-

"اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اسے جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔"

(حقیقۃ الوحی ۱۴۹، ۱۵۰)

پھر فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا ۔۔۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور میری نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت"

اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی نبوت کے مقابل اپنی نبوت کو ظلی قرار دے کر مقام نبوت تک پہنچنا بیان فرمایا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کی نبوت براہ راست نہیں۔ پس آیت من یطع اللہ والرسول میں مقام نبوت پانے کے لئے آپ کے نزدیک دروازہ کھلا ماننا پڑتا ہے کہ صرف کمال نبوت پانے کے لئے ہی دروازہ کھلا ہے ہاں یہ مقام نبوت صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے واسطہ سے ہی مل سکتا ہے مقام نبوت پانے کے لئے دروازہ کھلا ہے تبھی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاتم النبیین کی تفسیر میں یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"بجز اس کے (ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے" (حقیقۃ الوحی ص ۲۸)

پھر اگر اس کمال کو کسی امتی نبی علی وجہ الکمال پہلے نبیوں کی امتوں میں گزرا ہوتا تو آپ ہرگز خاتم النبیین کی یہ تفسیر نہ لکھتے کہ:-

"آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی" (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۹۷)

مصری صاحب خدا کے مقرر کردہ حکم کے فیصلہ سے انکار اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کسرِ شان کا ارتکاب ملاحظہ ہو مصری صاحب نے خدا کے مقرر کردہ حکم و عدل کے اس فیصلہ کے برخلاف یہ لکھ مارا ہے کہ:-

"محمد صلے اللہ علیہ وسلم صرف رسول ہی ہیں رسالت سے بڑھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام نہیں اس لئے رسولوں میں جو اوصاف اور کمالات پائے جائیں گے ان سے بڑھ کر آنجناب سے توقع رکھنا سخت غلطی ہے آپ کوئی نئے رسول نہیں آئے کہ اُن سے رسولوں سے بڑھ کر توقعات رکھی جائیں رسولوں کا کمال اسی امر سے ظاہر ہوتا رہا ہے کہ ان کی کامل اطاعت کے نتیجہ میں ان کی امتوں کے کاملین صدیقیت سے اوپر کوئی مقام حاصل نہیں کر سکتے تھے پس یہی کمال آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی پایا جاتا ہے۔ صرف اس فرق کے ساتھ کہ آنحضور کے بنائے ہوئے صدیق شہید وغیرہ دیگر انبیاء کے بنائے ہوئے صدیقوں اور شہیدوں کے مقابلہ میں شان میں بڑھے ہوں گے لیکن صدیقیت وغیرہ کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے ہی یہ پہلے صدیقوں سے بلند مقام پر ہوں گے۔"

(پیغام صلح ۱۶ جنوری ۱۹۶۳ء ص ۵)

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی شان یہ بیان فرماتے ہیں کہ:-

"آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی (حقیقۃ الوحی حاشیہ ۹۷)

مگر مصری صاحب لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی پہلے سب نبیوں کی طرح صرف صدیق بنانے کی قوت ہی حاصل تھی البتہ اتنے فرق کے ساتھ کہ آنحضور کے بنائے ہوئے صدیق شہید وغیرہ بجز انبیاء کے بنائے صدیقوں اور شہیدوں کے مقابلہ میں شان میں بڑھے ہوئے ہوں گے۔

مگر اس کے بالمقابل حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ مگر مصری صاحب کہتے ہیں کہ آپ کی توجہ روحانی صرف صدیق تراش ہے جس میں سب نبی آپ کے شریک ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نبی تراش ہونے کی قوت قدسیہ اور کسی نبی کو نہیں ملی۔ ؎

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

بے شک سب نبیوں کو صدیق بنانے کی قوت قدسیہ حاصل تھی مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بوجہ خاتم النبیین ہونے کے "نبی تراش ہونے" کی قوت قدسیہ بھی حاصل ہے جس میں کوئی نبی آپ کا شریک نہیں کیونکہ بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بے شک ایک رسول تھے اور آپ کا منصب رسالت کا تھا مگر تلک الرسل فضلنا بعضہم علیٰ بعض۔ الآیۃ کے ماتحت آپ خاتم النبیین بھی تھے اس لئے نبی تراش کا وصف کسی اور نبی کو حاصل نہ تھا۔ پہلے انبیاء کی پیروی سے زیادہ سے زیادہ محدثیت تک کمالات نبوت حاصل ہو سکتے تھے کیونکہ ہر نبی کا ظل صرف ولی ہوتا تھا۔ مگر خاتم النبیین کا کامل ظل کامل ظلی نبی ہوتا ہے۔ دوسرے انبیاء کے اظلال اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپ کی توجہ روحانی سے جو نبی پیدا ہوا اس کو محض صدیق کے مرتبہ پر قرار دینا نصوص حدیثیہ اور مسیح موعودؑ کے فیصلہ سے انکار کے مترادف ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو اپنے اور مسیح موعود کے متعلق فرماتے ہیں۔ لیس بینی وبینہ نبی (میرے اور مسیح موعود کے درمیان کوئی نبی نہیں) مگر مصری صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام نبوت نہیں بلکہ صدیقیت کا قرار دے رہے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں۔

ابوبکر افضل ھذہ الامۃ الا ان یکون نبی۔ کہ اس امت میں ابوبکرؓ سب سے افضل ہیں بجز اس کے کوئی نبی ہو (یعنی امت میں) اور امت کے مسیح موعود کو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ قرار دیا ہے مگر جناب مصری صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صرف صدیقیت کے مقام پر فائز قرار دیتے ہیں۔

حدیث مسجدی آخر المساجد الانبیاء کی تشریح

مصری صاحب اس بحث میں حدیث انا آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد کو بھی لے آئے ہیں اور اس کی تشریح ایک دوسری ضعیف روایت سے کرتے ہیں جس میں مسجدی آخر مساجد الانبیاء کے الفاظ وارد ہیں اور لکھتے ہیں:-

"حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی بنائی ہوئی مسجد کو آخری مسجد قرار دیا ہے وہ عام لوگوں کی بنائی ہوئی مسجد کے مقابلہ میں قرار نہیں دیا بلکہ انبیائے سابقین کی مساجد کے مقابلہ میں قرار دیا ہے اور اس امر کا اظہار محض اس حقیقت پر روشنی ڈالنے کے لئے کیا ہے کہ اب حضور کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نبوت آپ پر ختم ہو گئی ہے۔ نہ کسی نبی نے آنا ہے نہ اُس نے مسجد بنانی ہے۔ اس لئے انبیاء کی مساجد میں میری مسجد آخری رہے گی۔"

جناب مصری صاحب محض کمزور سہاروں پر آ گئے ہیں اور ایک ضعیف حدیث کے من مانے معنے کر کے وہ نص قرآنی "خاتم النبیین" کی اس تفسیر کو رد کرنا چاہتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے کے الفاظ میں کی ہے اور لکھا ہے "یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی" (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۹۷) اور پھر یہ روایت صحیح مسلم کی حدیث ہے جو ایک صحیح حدیث ہے لفظی اختلاف بھی رکھتی ہے صحیح مسلم کی حدیث میں مسجدی آخر المساجد کے الفاظ وارد ہیں۔ پس اس حدیث کی رو سے جس طرح آپ کی مسجد کے تابع مساجد کا بنانا جائز ہے اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع نبی کا آنا جائز ہے بشرطیکہ وہ نبی ہونے سے پہلے بھی آپ کا امتی ہو اور نبی ہونے کے بعد بھی آپ کا امتی رہے۔ جناب مصری صاحب آپ نے حدیث مسجدی آخر مساجد الانبیاء پیش کرنے سے پہلے ذرا مولوی دوست محمد ایڈیٹر پیغام صلح سے ہی اس کے معنی پوچھ لیتے تھے جو آپ کے قریب ہی رہتے ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں حدیث مسجدی آخر المساجد پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کے یہ معنی قرار دئے ہیں کہ مسجد سے مراد اینٹ گارہ کی مسجد نہیں بلکہ طریق عبادت یعنی دین مراد ہے۔ پس ان کی تشریح کی روشنی میں حدیث مسجدی آخر مساجد الانبیاء کی یہ تشریح بنتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دین نئے ادیان لانے والے انبیاء میں سے آخری دین ہے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس لحاظ سے آخر الانبیاء بمعنی آخری شارع نبی کے ہوئے۔ پھر آخر کے معنے عربی زبان میں افضل کے بھی ہوتے ہیں۔ جیسے ایک شاعر کہتا ہے ؎

شری وُدّی و شکری من بعید
لآخر غالب ابداً ربیع

اس شعر میں آخر بمعنی افضل ہے۔ اس لحاظ سے حدیث مسجدی آخر مساجد الانبیاء کے یہ معنے ہوئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی مسجد تمام انبیاء کی بنائی ہوئی مسجدوں سے افضل ہے۔ یہ معنی اس حدیث کے مطابق ہیں جس میں امت محمدیہ میں آنے والے مسیح موعود کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چار دفعہ نبی اللہ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور اس حدیث نبوی کے بھی مطابق ہیں جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے متعلق فرمائے ہیں کہ وہ نبی اور رسول ہے اور میری امت میں میرا خلیفہ ہے۔ نیز اس حدیث میں فرماتے ہیں کہ

لیس بینی و بینہ نبی

کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں اور یہ معنی اس حدیث کے بھی مطابق ہیں جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ابوبکرؓ افضل ھذہ الامۃ الا ان یکون نبی۔ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس امت میں سب سے افضل ہیں بجز اس کے کہ کوئی نبی پیدا ہو۔ پس جب نبی کے پیدا ہونے کا امکان خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا ہے تو حدیث مسجدی آخر مساجد الانبیاء اگر بالفرض صحیح حدیث بھی ہو۔ تو پھر اس حدیث میں استعمال شدہ آخر مسجدی آخر مساجد الانبیاء کے معنی افضل مساجد الانبیاء ہوں گے اور آخر الانبیاء کے معنی افضل الانبیاء ہوں گے یہ معنی لینے اسلئے بھی ضروری ہیں کہ دوسری احادیث نبویہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں آپ کے امتی کے لئے مقام نبوت کا پانا ممکن قرار دیا گیا ہے۔ اور مسیح موعود علیہ السلام جو ہمارے اور آپ کے لئے حکم و عدل ہیں۔ وہ خاتم النبیین کے معنی یہ بیان کر چکے ہیں کہ:-

"آپ کی پیروی کمالات
نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی
توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ یہ قوت
قدسیہ کسی اور کو نہیں ملی"
(حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۹۷)

پس ہم زیر بحث حدیث کے مصری صاحب کے معنوں کو قرآن مجید۔ احادیث نبویہ اور حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیصلہ کی رو سے رد کرنے کے لئے مجبور ہیں۔ نبی تراش کے معنی اس جگہ صدیق تراش یا محدث تراش نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ صدیق تراش اور محدث تراش ہونے کی قوت قدسیہ تو تمام پچھلے تمام انبیاء کو حاصل کی تھی۔ پس اسجگہ نبی تراش میں جو نبی کا لفظ ہے اس سے مراد مقام نبوت پانے والا شخص ہے نہ کہ صدیقیت یا محدثیت کے مرتبہ تک پہنچنے والا

جناب مصری صاحب آپ ہوائے نفس کے تابع ہیں نہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو مان رہے ہیں نہ مسیح موعود علیہ السلام کے فیصلہ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بلکہ تاویلات رکیکہ کے ذریعہ سے آپ اپنی خواہشات جدیدہ کے تابع رہنا چاہتے ہیں۔ اس لئے آپ یہ لکھتے ہیں

"اس امت کے کاملین بھی اسی روحانی مقام تک پہنچ سکتے ہیں جس مقام پر دیگر انبیاء علیہم السلام کے کامل متبعین پہنچتے رہے ہیں گو وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان اور بزرگ ترین روحانی مقام کی وجہ سے دوسری امتوں کے انبیاء علیہم السلام کے کامل متبعین کے مقابلہ میں اس روحانی مقام کی بلند ترین چوٹی پر پہنچ جائیں گے لیکن مقام وہی رہے گا جنس وہی رہے گی۔ مقام اور جنس میں فرق نہیں آسکتا۔"

حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے مقام نبوت تک پہنچے ہیں۔ پس صدیقیت اور نبوت کی جنس تو ایک نہیں ہو سکتی صدیقیت کی جنس ولایت ہے اور مقام نبوت کی جنس نبوت مطلقہ ہے۔ اور ولایت اس کی جنس بعید۔

مصری صاحب تریاق القلوب کا حوالہ پیش کر کے بڑے نازاں ہیں حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تریاق القلوب کا یہ مضمون لکھنے کے بعد وحی الٰہی کی روشنی سے اپنے عقیدہ میں ایک تبدیلی کر چکے ہیں اور اپنا یہ مقام بیان فرما چکے ہیں کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہیں۔ ایک غیر نبی اپنی تمام شان میں ایک نبی سے بڑھ کر ہونے کا دعویٰ کر ہی نہیں سکتا۔ غیر نبی کے لئے ایسے مقام کا پانا محال ہے۔ پس جب تک آپ پر اپنی شان کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے پورا انکشاف نہیں ہوا تھا۔ آپ محض کمال نبوت و صدیقیت و شہادت و صالحیت کے چار کمال رکھنے کا ذکر فرماتے ہیں۔ لیکن جب آپ پر یہ انکشاف ہو گیا کہ آپ واقعی نبی ہیں تو آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہونے کا اعلان فرمایا۔ اور پھر آیت اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی تفسیر میں صاف لکھا کہ:-

"اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ پس جبکہ خدا تمہیں تاکید کرتا ہے کہ پنج وقت یہ دعا کرو کہ وہ نعمتیں جو نبیوں اور رسولوں کے پاس ہیں وہ تمہیں بھی ملیں۔ پس تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ وہ نعمتیں کیوں کر پا سکتے ہو۔ لہٰذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً فوقتاً آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ کیا تم خدا کا مقابلہ کرو گے اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے"۔ (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۶)

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی تفسیر میں من یطع اللہ والرسول کی آیت قرآن مجید میں وارد ہے۔ جب اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم سے آپ وقت بوقت ضرورت خدا کے انبیاء کا آنا ضروری قرار دے رہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مقام نبوت کا ملنا بھی ان آیتوں کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک ضروری ہوا۔ پس امت کی اس دعا کا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے۔ ضرورت کے وقت خدا کی طرف سے ان میں کوئی نبی ظاہر ہو۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کا یہ سارا بیان اپنی نبوت ثابت کرنے کے لئے ہے۔

پس آیت اھدنا الصراط المستقیم کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کے مطابق امتی کے لئے حسب ضرورت نبی کا مقام پانا ضروری ہوا۔ ہاں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی رو سے یہ مسلم ہے کہ اس دعا کی رو سے امت کے اندر انبیاء کے مشابہ اور مثیل لوگوں کے ظہور کی بھی امید دلائی گئی ہے مگر اس آیت کی رو سے امت کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی کا ہونا بھی ضروری قرار دیتے ہیں جب کہ لیکچر سیالکوٹ کے مندرجہ بالا حوالہ سے ظاہر ہو چکا ہے اسی طرح حضور اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں فرماتے ہیں۔

"آیت انعمت علیھم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفیٰ غیب سے یہ امت محروم نہیں۔ اور مصفیٰ غیب حسب منطوق آیت فلا یظھر علی غیبہ الخ نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور طریق براہ راست بند ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز ظلیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے"۔

پس مصفیٰ غیب فلا یظھر علی غیبہ الخ کے قرآنی فیصلہ کے مطابق نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے۔ اور آیت اھدنا الصراط المستقیم اس مصفیٰ غیب سے جو نبوت و رسالت کو چاہتا ہے اس امت کو محروم قرار نہیں دیتی۔ پس امت کے اندر کبھی نہ کبھی بوقت ضرورت نبی اور رسول کا پایا جانا ضروری ہوا لہٰذا آیت من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین جو آیت اھدنا الصراط المستقیم کی تفسیر ہے یہی مضمون بیان کر رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے چاروں درجے اور مرتبے مل سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہ صرف کمالات نبوت ہی مل سکتے ہیں۔ وھذا ھو المرام۔

لجنات اماءاللہ کا امتحان

لجنہ اماءاللہ مرکزیہ کے شعبہ تعلیم کے ماتحت کتاب لیکچر لاہور اور پہلا سیپارہ باترجمہ کا امتحان انشاءاللہ ۲۰ر اپریل بروز اتوار ہوگا۔ تمام لجنات زیادہ سے زیادہ ممبرات کو شامل کرنے کی کوشش کریں۔ نیز شامل ہونے والی ممبرات کے ناموں سے مطلع بھی کریں۔

(سیکرٹری تعلیم)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفس کرتی ہے۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ میری اہلیہ کا نرسنگ کا آخری سال کا امتحان ہے۔ احباب میری اہلیہ کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں نیز میری خواہر نسبتی عرصے سے بیمار ہیں۔ احباب سے ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ (ڈاکٹر) بشیر الدین احمد نزد لی بازار مزنگ لاہور)

۲۔ میری چھوٹی ہمشیرہ بوجہ بخار چار پانچ روز سے بیمار ہے۔ احباب جماعت دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ کامل صحت اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ (ناصرہ پروین محلہ دار الیمن ربوہ)

معاصرین سے

• احراریت سے توبہ • غلاف کعبہ کی شرعی حیثیت • دینی نہیں سیاسی ذہنیت

نوٹ:۔ ضروری نہیں کہ ادارہ ہر امر میں ان مندرجات سے متفق ہو۔

احراریت سے توبہ

حسب اعلان سات آٹھ مارچ کو عید باغ دھوبی گھاٹ کے وسیع و عریض میدان میں حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کی تقریب منعقد ہوئی پروگرام کے مطابق پہلا اجلاس سات مارچ کو بعد از نماز عشاء شروع ہوا۔ جس میں قبلہ مولانا عبدالحامد بدایونی محمد منشا درقی کونسل حضرت مولانا مفتی احمد یار صاحب اور صاحبزادہ فیض الحسن آلو مہار شریف کے علاوہ قاری جناب غلام رسول صاحب نے اپنی تقاریر، تلاوت قرآن پاک اور نعت گوئی سے سامعین کو حرارت ایمان بخشی ...... گو اس اجلاس میں ہر بیان ایک نیا اسلوب و انداز لئے ہوئے تھا۔ یہ روح پرور اور ایمان افروز سماں اہل شوق و نظر کے لئے اپنے اندر ہزاروں کششیں اور جاذبیتیں لئے ہوئے تھا لیکن ایک خاص اور اہم بات جس کا ذکر نہ کرنا فرض سے اغماض اور کوتاہی ہوگی وہ یہ ہے کہ صاحبزادہ فیض الحسن صاحب نے ہزاروں فرزندان ملت کی موجودگی میں کھلے بندوں یہ اعتراف کیا کہ جب تک میں احراریت سے تائب نہیں ہوا قبلہ شیخ الحدیث نے میرے سا تھ بات کرنا پسند اور گوارا نہ کی، اور جب میں نے دل سے توبہ کر لی اور عہد کیا کہ اب عمر بھر صرف اہل سنت و جماعت کے لئے کام کروں گا۔ تو مولانا سردار احمد صاحبؒ نے مجھے سینے سے لگایا اور فرمانے لگے کہ سید زادے برسوں سے تمنا تھی۔ کہ مجھے یہ سعادت نصیب ہو جائے کہ آپ سے ملاقات کروں۔ لیکن آپ کا ماضی میری راہ میں روک تھا صاحبزادہ صاحب کا اتنے بڑے پڑھے لکھے مجمع میں یہ کھلا اعتراف ان کی صدق دلی حق پسندی اور اعتراف حقیقت کی نشانی ہے ...... سب سے آخر میں جناب سید محمود شاہ صاحب خطیب اعظم گجرات جو آغاز زندگی سے تحریک پاکستان کے ایک نڈر اور بے باک کارکن کی حیثیت سے متعارف ہیں۔ پنجابی زبان میں نہایت موثر مدلل اور ولولہ انگیز تقریر ارشاد فرمائی خطیب اعظم نے واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ وہ لوگ جو پہلے بھی اسلام کا نام لے کر قیام پاکستان کی مخالفت کرتے رہے ہیں۔ وہ آج بھی اسلام ہی کے مقدس نام پر پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں۔ سید صاحب نے اہل سنت و جماعت کے لوگوں کو انتباہ کیا کہ وہ ایسے لوگوں کی سازشوں سے باخبر رہیں اور ان کے دام تزویر میں نہ پھنسیں دوران تقریر میں انہوں نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں کسی کا نام لے کر کچھ نہ کہوں اس لئے میں بغیر نام لئے یہ کہتا ہوں کہ ایک ایسی جماعت کا امیر جو اسلام کے نام پر قیام پاکستان اور مسلم لیگی قیادت کی مخالفت کرتا رہا ہے۔ اور جس نے جہاد کشمیر کو حرام قرار دیا اور اس کا دیا ہوا فتویٰ مہری نگر ریڈیو پاکستان کے خلاف نشر کر کے بیرونی دنیا میں یہ پروپیگنڈہ کرتا رہا کہ دیکھو پاکستان کی فوجیں کشمیر میں لڑ رہی ہیں۔ حالانکہ وہاں کا ایک مولوی اس جہاد کو ناجائز قرار دے رہا ہے اور یہ امیر و امام مسائل کو فتویٰ دینے کے بعد جب اس نے کہا کہ مولانا میں شائع کر دوں گا تو اسے یہ کہہ کر منع بھی کرتا رہا کہ اس عمل سے تم میری شہرت کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکو گے اس سے جہاد کشمیر کو بہت نقصان پہنچے گا۔ مزید برآں اس کی جماعت کے رسائل و جرائد میں اپنے فتویٰ کے جواز میں دلائل فراہم کرتا رہا اور پاکستان کے موقر جریدہ نوائے وقت نے اس کے اس اقدام پر اس کے خلاف سخت اداریے لکھے۔ آج یہ رو زروشن میں کر رہا ہے کہ میں نے جہاد کشمیر کے خلاف کوئی فتویٰ نہیں دیا خطیب اعظم نے فرمایا کہ بھائیوں انصاف سے بتلاؤ چور چوری کرنے کی نیت سے گئے اور چوری بھی کرے تو وہ کبھی اپنی چوری کرنے کا ثبوت خود بھی فراہم کیا کرتا ہے۔ سید صاحب نے قرآن پاک کی آیت تلاوت کی جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے سازش کی تھی، اور بعد میں اپنے کو صالحین ثابت کرنے کی کوشش کی۔ خطیب اعظم نے فرمایا کہ لوگوں ایسے ہی صالحین یہ لوگ ہیں۔ یہ بھی یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح کے بھائی ہیں۔ آپ نے اہل سنت و جماعت سے اپیل کی کہ ان کی گہری سازشوں کا پردہ چاک کرنے کے لئے منظم و مضبوط ہو جاؤ۔ (روزنامہ عوام لائلپور ۱۲ر مارچ ۱۹۶۳ء)

غلاف کعبہ کی شرعی حیثیت

اس سال غلاف کعبہ پاکستان میں بھی تیار ہو رہا ہے اور ہندوستان میں بھی۔! پاکستان میں اس کے کچھ ٹکڑے تیار کئے جا رہے ہیں۔ مکمل غلاف کعبہ نہیں۔! لیکن ہندوستان کے بارہ میں معلوم ہوا ہے کہ وہاں بمبئی کی ایک فرم کو سعودی حکومت نے پورا غلاف کعبہ تیار کرنے کا ٹھیکہ دیا ہے اور وہ اس کی ہدایات کے مطابق کام کر رہی ہے۔

خیال یہ ہے کہ سعودی حکومت دونوں ملکوں میں تیار شدہ غلاف کعبہ کو دیکھے گی۔ جس ملک کا تیار کردہ غلاف اسے خوبصورت اور بیت اللہ کی شان کے شایاں معلوم ہوا، اس کے کاریگروں کو وہاں بلائے گی۔ ان سے غلاف کعبہ بھی تیار کرائے گی اور یہ خدمت بھی لے گی کہ وہ وہاں کے کچھ لوگوں کو یہ کام سکھا دیں۔ تاکہ آئندہ اس کی تیاری و تکمیل کے مراحل سعودی عرب ہی میں طے ہو اکریں اور وہیں کے کاریگر یہ اہم خدمت انجام دیں۔

غلاف کعبہ کے جو ٹکڑے پاکستان میں تیار ہو رہے ہیں۔ ملک کے مختلف مقامات میں ان کی زیارت کے لئے بے حد اہتمام کیا جا رہا ہے۔ تعزیہ کی طرح جگہ جگہ ان کو لئے پھرنے اور جلوس نکالنے کا جو پروگرام ترتیب دیا جا رہا ہے، یہ قطعاً خلاف شریعت ہے۔ اس کے انتظام و انصرام کے سلسلہ میں جو روپیہ خرچ ہو گا وہ اسراف و تبذیر کی تعریف میں آئے گا۔

غلاف کعبہ زمانہ جاہلیت کی ایک رسم تھی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری رکھا۔ اس سے زیادہ اس کی اہمیت نہیں ہے۔ اس کے آداب و احترام اور فضائل و مناقب میں حدیث و فقہ کی کسی کتاب میں ہمیں کوئی الگ باب نہیں ملتا کتب احادیث میں نماز کے احکام ہیں۔ زکوٰۃ، و صدقات کے احکام ہیں۔ روزہ اور حج کے مسائل ہیں۔ تجارت، بیع و شرائط نکاح اور طلاق وغیرہ کے مسائل و احکام ہیں۔ آپس میں میل جول کے طور طریقوں کے آداب و احکام ہیں۔ لیکن غلاف کعبہ کے بارہ میں کسی قسم کے احکام و مسائل کا سراغ نہیں ملتا۔ کتاب المناقب میں بھی اس کا کہیں ذکر نہیں۔ خلفاء راشدین میں سے بھی کسی خلیفہ راشد سے اس سلسلہ میں کوئی خاص ہدایات ثابت نہیں آئمہ حدیث و فقہ میں سے بھی کسی نے اس کے تقدس کا کہیں ذکر نہیں فرمایا۔

اب پاکستان میں کچھ لوگ اس کو جو غیر معمولی اہمیت دے رہے ہیں۔ یہ قطعی طور پہ بدعت کے ذیل میں آتی ہے اور غلاف کعبہ کی توہین کے مترادف ہے ـــ زمانہ جاہلیت میں اور اس کے بعد اس کا ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ سال بھر کے بعد جب اسے بیت اللہ سے اتارا جاتا تھا تو غریبوں اور مسکینوں میں اس کے ٹکڑے تقسیم کر دئے جاتے تھے اور وہ انہیں اپنے استعمال میں لاتے تھے۔ لیکن اب تو یہ بات بھی نہیں ہے اب یہ کپڑا اتنا قیمتی ہوتا ہے کہ غریبوں کی وہاں تک رسائی ہی ممکن نہیں۔ بس کچھ امیر اور اونچے طبقہ کے لوگ آگے بڑھتے ہیں۔ اور بطور تبرک اسے حاصل کر لیتے ہیں۔ غریبوں کے حصہ میں زیادہ سے زیادہ اگر کوئی شے آتی ہے تو صرف اس کے کسی ٹکڑا کی زیارت۔!

پھر غلاف کعبہ کو اگر کوئی اعزاز و توقیر حاصل ہے۔ تو اس وقت ہے جب کہ وہ کعبۃ اللہ کی زینت ہو، یا اس سے اتارا جا چکا ہو۔ اس سے پہلے باقی کپڑوں کی طرح وہ صرف ایک کپڑا ہے ـــ یہاں اس چیز پر بھی غور کرنا چاہئیے۔ کہ کعبۃ اللہ کے غلاف کی تو اتنی عزت کی جاتی ہے اور اس کو شہر شہر اور قریہ قریہ جلوس کی شکل میں لئے پھرنے کے پروگرام بنائے جاتے ہیں۔ لیکن قرآن پاک کے غلاف کی۔ اس طرح کیوں عزت و توقیر ملحوظ نہیں رکھی جاتی۔ ؟ اگر غور و فکر کا یہی انداز ہو تو سوال پیدا ہوتا ہے کیا اللہ کے کلام کا غلاف اس سے کم اہمیت کا حامل ہے؟ اگر وہ اللہ کا گھر ہے تو یہ اللہ کا کلام ہے۔

بات در حقیقت یہ ہے کہ کچھ لوگ اسے سیاسی شہرت کا ذریعہ بنا رہے ہیں اور اسے اپنے چہرہ سے بدنام ماضی کے بدنما دھبے دھونے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ ورنہ وہ بھی خوب جانتے ہیں کہ اس کو اتنی اہمیت دینا قطعاً کوئی شرعی اور دینی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر یہی کام کسی اور نے کیا ہوتا تو یہ لوگ اس پر بدعت کے فتوے چسپاں کرتے ـــ پھر ان لوگوں نے ایک سلسلہ یہ شروع کر رکھا ہے کہ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ غلاف کعبہ یہاں سے تیار کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ قطعی غلط ہے اور خود انہیں بھی معلوم ہے کہ ان کی یہ بات صحیح نہیں ـــ ۱۹۲۶ء میں ـــ جلالۃ الملک شاہ عبدالعزیز مرحوم کے کہنے سے مولانا سید اسمٰعیل غزنوی مرحوم اور ـــ مولانا سید داؤد غزنوی مدظلہ نے اپنے خاص اہتمام میں غلاف کعبہ امرتسر میں تیار کرایا اور نہایت اخلاص اور خاموشی کے ساتھ اسے خود لے کر گئے اور بیت اللہ کی زینت بنایا۔

بہرحال ہم کہنا چاہتے ہیں کہ

غلاف کعبہ کے ساتھ پاکستان میں جو سلوک کیا جا رہا ہے۔ اس کا اسلام، شریعت اور دین سے کوئی تعلق ہے۔ اس کے ڈانڈے اگر شرک سے نہیں ملتے تو یہ بدعات و محدثات میں ضرور شامل ہے۔ افسوس ہے۔

(الاعتصام ۱۵ر مارچ ۱۹۶۳ء)

دینی نہیں سیاسی ذہنیت

مولانا مودودی کے قلم سے تازہ "ترجمان القرآن" میں:۔

"اردو زبان کے راستے میں اصلی رکاوٹ صرف یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں کا بالائی طبقہ چونکہ خود انگریزی ماحول میں پلا ہوا ہے، اور اردو لکھنے بولنے پر قادر نہیں ہے۔ اس لئے وہ چاہتا ہے کہ اس کے جیتے جی ساری قوم پر انگریزی زبان مسلط رہے۔ پھر یہ لوگ اپنی اولاد کو بھی انگریزیت ہی کے ماحول میں پرورش کر رہے ہیں اور اس بات کا انتظام کر رہے ہیں کہ حکومت کی باگ ڈور آئندہ انہیں کی نسل کے قبضہ میں رہے ...... ہماری مصیبتوں کا کوئی حل اس کے سوا نہیں ہے کہ ان دیسی انگریزوں سے کسی نہ کسی طرح پیچھا چھڑایا جائے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ انگریز خود تو چلا گیا مگر اس کا بھوت ہمیں چمٹ کر رہ گیا ہے۔"

مولانا خود غور فرمائیں کہ یہ جھنجلایا ہوا لب و لہجہ خصوصاً آخری سطروں کا (جسے نمایاں کرنے کے لئے زیر خط کر دیا گیا ہے) کسی محتاط دینی مصلح و داعی کا ہوتا ہے، جسے اپنے قلم و زبان کی ذمہ داری کا پورا احساس ہونا چاہیئے۔ یا کسی محض سیاسی لیڈر کا جس کے پیش نظر بس اپنے حریفوں کا قلع قمع کرنا رہتا ہے؟ـــ کیا فرق ہے اس ذہنیت اور ۱۶ سال قبل کی اس لیڈرانہ ذہنیت میں، کہ کچھ بھی ہو بہرحال انگریزوں کو نکالو کہ ان کے جاتے ہی سارا بگاڑ از خود دور ہو جائے گا۔ اور ہر فساد صلاح و فلاح میں بدل جائے گا!

(صدق جدید ۸ر مارچ ۱۹۶۳ء)

اعلانِ نکاح

مکرم چوہدری ظفر احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی پسر چوہدری محمد یعقوب صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گوکھووال چک ۱۲۱ گ ب ضلع لائل پور کا نکاح ہمراہ عزیزہ امۃ المجید ایم۔ اے بنت چوہدری وزیر محمد صاحب محلہ دارالرحمت غربی ربوہ مکرم جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس نے بعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر بروز ۲۹ رمضان المبارک مطابق ۲۴ر فروری ۱۹۶۳ء مسجد مبارک ربوہ میں بعد نماز ظہر پڑھا اور تمام حاضرین سمیت اس کے بابرکت ہونے کی دعا فرمائی۔ تمام بزرگان سلسلہ و احباب جماعت کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس رشتہ کے جانبین کے لئے بابرکت ہونے کی دعا فرمائیں۔

محمد حسین صوبیدار سیکرٹری مال جماعت احمدیہ گوکھووال چک ۱۲۱ ج ب

درخواست دعا

میرے بھائی چوہدری غلام فرید سب انسپکٹر پولیس حیدرآباد سے چھٹی پر ربوہ تشریف لائے اور دل کی بیماری میں مبتلا ہو گئے اس وقت سول ہسپتال سرگودہا میں زیر علاج ہیں الفضل کی وساطت سے احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ جزاکم اللہ۔ (مظہر الحق سرگودھا)

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی سالانہ تقریب

بقیہ صفحہ اول

پہلی نشست کا آغاز سکول یونین کے سٹوڈنٹ پریذیڈنٹ صاحبزادہ مرزا مغفور احمد کی صدارت میں تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو عزیزم نفیس احمد نے کی۔ بعدہٗ عزیزم ناصر احمد شمس نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ ازاں بعد مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول نے حرف آغاز کے طور پر سکول میں طلبہ یونین کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ طلبہ میں خود اعتمادی اور تقریر کا ملکہ پیدا کرنے کی غرض سے کالج کی طرز پر سکول میں پہلی بار سٹوڈنٹس یونین کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اور اس طرح باقی سکولوں کے لئے ایک مثال قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے چنانچہ اس وقت اسی یونین کے زیر اہتمام سکول کا سالانہ مباحثہ منعقد ہو رہا ہے۔ نیز آپ نے بزرگان سلسلہ اور دیگر احباب سے میٹرک کے امتحان میں شامل ہونے والے طلبہ کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی۔

اس کے بعد صاحبزادہ مرزا مغفور احمد متعلم درجہ دہم کی صدارت میں باضابطہ طور پر مباحثہ کا آغاز قائد ایوان پرویز احمد طارق کی تقریر سے ہوا انہوں نے یہ قرارداد پیش کرتے ہوئے کہ "میٹرک کا نیا نصاب پرانے نصاب سے بہتر ہے" اس کے حق میں تقریر کی بعدہٗ قائد حزب اختلاف اکرام اللہ ظفر اسٹیج پر آئے اور انہوں نے قرارداد کی مخالفت میں اپنے دلائل پیش کئے بعد ازاں دس طلبہ نے قرارداد کے حق اور اس کی مخالفت میں باری باری تقاریر کیں۔ تقاریر برجستہ اور دلچسپ تھیں اور مقررین کی جرأت اور خود اعتمادی قابل داد۔ منصف صاحبان کے فیصلے کے مطابق پرویز احمد طارق اول اور صاحبزادہ مرزا فرید احمد دوم قرار پائے حسن ادائی کا انعام احمد کریم کے حصہ میں آیا۔ منصفی کے فرائض ڈاکٹر سلطان محمود صاحب شاہد ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (منصف اعلیٰ)، مکرم میر تجمل حسین صاحب انسپکٹر آف سکولز ضلع جھنگ، اور شیخ عبد الحمید صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول چنیوٹ نے ادا فرمائے۔

بعدہٗ صاحب صدر کی درخواست پر مکرم ملک حبیب الرحمٰن صاحب ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز سرگودھا ڈویژن نے کامیاب مقررین میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اس موقع پر مکرم چوہدری محمد اشرف صاحب ہیڈ ماسٹر اصلاح ہائی سکول چنیوٹ اور مکرم محمد بشیر احمد صاحب آف نارمل سکول چنیوٹ نے علی الترتیب دس روپے اور دو روپے صاحبزادہ مرزا فرید احمد کو بطور انعام دئے۔

تقسیم انعامات کے بعد سالانہ تقریب کی دوسری نشست مکرم ملک حبیب الرحمٰن صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ پہلے جماعت نہم کی طرف سے منور احمد نے طلباء جماعت دہم کو الوداعی ایڈریس پیش کیا اور جماعت دہم کی طرف سے پرویز احمد طارق نے جوابی تقریر میں جذبات تشکر ظاہر کئے۔ بعدہٗ مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب جائنٹ سٹاف سیکرٹری نے امتحان میں شامل ہونے والے طلبہ کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی رقم فرمودہ بیش قیمت نصائح پڑھ کر سنائیں ازاں بعد سکول سٹاف کے ایک سینئر رکن مکرم چوہدری غلام رسول صاحب نے مکرم عبد الرحمٰن صاحب بنگالی بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی۔ بی۔ ٹی کی خدمت میں آپ کے ریٹائر ہونے پر الوداعی ایڈریس پیش کیا جس میں آپ کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے اعلائے کلمۂ اسلام کی غرض سے آپ کے عنقریب عازم امریکہ ہونے پر دلی مبارکباد پیش کی۔ محترم عبد الرحمٰن صاحب کی بہت پُر تاثیر جوابی تقریر کے بعد جو تشکر اور درخواست دعا پر مشتمل تھی صاحب صدر نے بعض نصائح فرمائیں۔ آخر میں صاحب صدر کی درخواست پر محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے اجتماعی دعا کرائی۔ بعدہ جملہ مہمانوں اور طلباء جماعت دہم کی چائے سے تواضع کی گئی۔ دعوت چائے کے بعد سکول کی سالانہ تقریب کامیابی اور خیرہ خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

قومی اسمبلی میں آئین کے ترمیمی بل پر

عام بحث شروع ہو گئی

ڈھاکہ۔ ۱۹ مارچ۔ کل قومی اسمبلی میں آئین کے ترمیمی بل پر عام بحث شروع ہو گئی وزیر قانون کے پیش کردہ اس بل کا مقصد دوسری باتوں کے علاوہ ملک کا نام تبدیل کر کے اسلامیہ جمہوریہ پاکستان قرار دینا اور بنیادی حقوق کے سلسلہ میں عدالتی چارہ جوئی کا اختیار دینا ہے۔ اس بل میں پچاس سے زائد ترمیموں کا نوٹس دیا گیا ہے۔ آئین میں تبدیلی کے لئے متعدد نجی بل بھی پیش کئے گئے ہیں جن کے ساتھ سٹینڈنگ کمیٹیوں کی رپورٹیں بھی ہیں۔ سابقہ فیصلے کے مطابق کل وقفۂ سوالات نہیں تھا اور کوئی تحریک التوا بھی پیش نہیں کی گئی توقع ہے کہ بل کے اصولوں پر بحث تین چار روز جاری رہیگی اور غالباً دن میں دو اجلاس منعقد کرنے پڑیں گے بحث کا آغاز کرتے ہوئے بل کے محرک وزیر قانون شیخ خورشید احمد نے ایوان کے تمام طبقوں سے اپیل کی کہ وہ اس کی منظوری میں تعاون کریں۔

بقیہ ۲

کسب نور کی بجائے شرک کی خاک اٹھاتے ہیں۔ وہ ان کی روحوں سے استفادہ کی بجائے ان کے درباروں کی چوکھٹوں کو پوجنے لگے ہیں۔ وہ یہ خیال بھی اب نہیں کر سکتے کہ وہ بھی اپنا چراغ اسی طرح روشن کر سکتے ہیں۔ جس طرح پہلوں نے اپنے چراغ روشن کئے تھے ؎

وہ مردہ قوم ہے جس میں نہیں ہوتے دلی پیدا
نہ بو بکرؓ و عمرؓ پیدا نہ عثمانؓ و علیؓ پیدا

وہ سمجھنے لگے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے جو کچھ دینا تھا انہی کو دے دیا۔ اب اس کے خزانے خالی ہو گئے ہیں

یہ امت روایات میں کھو گئی

ہاں یہ امت روایات کی پجاری بن گئی ہے۔ اس نے روایات کو اللہ تعالےٰ کا شریک بنا لیا ہے۔ وہ زندہ خدا کو فراموش کر کے مردوں کی پرستش میں لطف اٹھانے لگی ہے۔ حالانکہ یہ مسلمان قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ بھی پڑھتے ہیں کہ

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون

پھر قرآن کریم میں بارش کی مثال دے کر بتایا گیا ہے کہ کس طرح آسمان کا پانی مردہ زمین کو پھر زندہ کر دیتا ہے۔ وہ کس طرح وہ پھر لہلہانے لگتی ہے۔

لا تقنطوا من رحمۃ اللہ

پاکستان میں اردو کو ابھی تک وہ مقام حاصل نہیں ہوا ہے جس کی وہ بجا طور پر مستحق ہے

ہماری اس قومی زبان کو وہ تمام مناصب حاصل ہونے چاہئیں جو انگریزی کو حاصل ہیں

بزم اردو تعلیم الاسلام کالج میں مولانا صلاح الدین کا ٹھوس اور پُر مغز مقالہ

ربوہ ۱۸ مارچ۔ کل یہاں ملک کے نامور ادیب محترم مولانا صلاح الدین صاحب ایڈیٹر "ادبی دنیا" نے اس امر پر گہرے رنج اور قلبی تاسف کا اظہار فرمایا کہ پاکستان میں اردو کو ابھی تک وہ مقام حاصل نہیں ہوا ہے۔ جس کی وہ بجا طور پر مستحق ہے۔ آپ نے اس امر پر زور دیا کہ ہماری اس قومی زبان کو جو ہماری معاشرت، ثقافت اور تابندہ روایات کی حامل ہے وہ تمام مناصب حاصل ہونے چاہئیں جو ہماری بدقسمتی سے انگریزی کو حاصل ہیں محترم مولانا صلاح الدین صاحب نے ان خیالات کا اظہار بزم اردو تعلیم الاسلام کالج کے زیر اہتمام کالج ہال میں قومی زبان کی حیثیت سے اردو کی مرکزی اور بنیادی اہمیت پر ایک ٹھوس اور پُر مغز مقالہ پڑھتے ہوئے فرمایا۔ آپ بزم اردو کی دعوت پر لاہور سے ربوہ تشریف لائے تھے۔ بزم اردو کے اس خصوصی اجلاس میں محترم ڈاکٹر وزیر آغا صاحب اور نبیرۂ آزاد محترم آغا محمد باقر صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔

اپنے مخصوص اور بہت دلکش انداز نگارش میں لکھے ہوئے اس پر مغز مقالہ میں محترم مولانا نے پہلے اس امر پر روشنی ڈالی کہ انگریزی تسلط سے قبل برصغیر پاک و ہند میں ایک قومی زبان کی حیثیت سے اردو کو کیا بلند مقام حاصل تھا۔ بعد ازاں آپ نے بتایا کہ ۱۸۵۷ء کے کچھ عرصہ بعد ہی انگریز کی شہ پر بعض سربرآوردہ ہندوؤں نے اردو کی بجائے بھاشا کو رواج دینے اور فارسی رسم الخط کی بجائے دیوناگری رسم الخط کو رواج دینے کی کوشش کی۔ آپ نے سرسید احمد خان مرحوم کو اردو کا ایک بہت بڑا محسن قرار دیتے ہوئے بتایا کہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے انگریز اور ہندو کی اس سازش کو بھانپا اور وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ آئندہ ہندو اور مسلمان دونوں قومیں کسی بھی کام میں دل سے شریک نہ ہو سکیں گی اور انہیں بہرحال علیحدہ علیحدہ راستے پر گامزن ہونا پڑے گا اس کے ثبوت میں محترم مولانا نے ۱۸۶۷ء میں بنارس کے کمشنر مسٹر شیکسپیر کے ساتھ سرسید مرحوم کی گفتگو کا خلاصہ پیش کیا۔ جسے مولانا حالی نے "حیات جاوید" میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

آپ نے بتایا کہ ہندوؤں کی اس روش کے باعث ہی بیسویں صدی کے آغاز میں مسلمانوں کی علیحدہ تنظیم یعنی مسلم لیگ معرض وجود میں آئی چنانچہ اس نے اپنے پہلے اجلاس منعقدہ ڈھاکہ میں قومی زبان کی حیثیت سے اردو کی اہمیت پر خاص زور دیا۔ اسی طرح بعد میں قائد اعظم نے بھی اعلان فرمایا کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہوگی۔ لیکن قائد اعظم کے مرنے کی دیر تھی کہ یہ سب وعدے فراموش کر دئے گئے۔ اس وقت کے بعد سے آج کے دن تک صورت حال یہ چلی آ رہی ہے کہ ایک طرف تو اعلیٰ طبقہ انگریزی کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینے کی کوشش کر رہا ہے اور دوسری طرف بیشمار علاقائی زبانوں کو وہ مقام دلانے کی کوشش کی جا رہی ہے جو انگریزی کے بعد اردو کو حاصل ہے نتیجہ یہ ہے کہ اردو آج اپنے وطن میں بھی غریب الوطن ہے۔

آپ نے مقالہ میں مختلف علاقائی زبانوں کو اردو کے مقام پر لانے اور اسے ذریعہ تعلیم بنانے کے نقصانات اور اس کی عملی مشکلات اور قباحتوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور اس طرح واضح کیا کہ صرف اور صرف اردو ہی وہ زبان ہے جسے قومی زبان کی حیثیت سے ترقی دے کر ہم اپنی ثقافت اور اپنی تابندہ روایات کو زندہ رکھ سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ قومی نقطۂ نگاہ سے نہ صرف یہ ضروری ہے کہ تمام علاقائی زبانوں پر اردو کی برتری اور بنیادی اہمیت کو تسلیم کیا جائے بلکہ اسے وہ تمام مناصب و مراتب حاصل ہوں جو سراسر ایک غیر ملکی زبان یعنی انگریزی کو حاصل ہیں۔ آپ نے اس بارہ میں پورے اعتماد کا اظہار کیا کہ بالآخر اردو کو وہ مقام حاصل ہو کر رہے گا۔ جس کی وہ ایک قومی زبان کی حیثیت سے بجا طور پر مستحق ہے۔

درخواست دعا

میری بیٹی رقیہ بیگم اہلیہ چوہدری عبد العزیز صاحب انسپکٹر ریلوے سول ہسپتال ملتان میں بغرض علاج داخل ہیں۔ چند دن میں ان کا اپریشن ہونے والا ہے۔ میں بزرگان سلسلہ اور دیگر احباب جماعت کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اپریشن کامیاب ہو اور خدا تعالےٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے۔ آمین

(مولوی) انور محمود ادورسیر پنشنر
امیر جماعت احمدیہ علی پور
ضلع مظفر گڑھ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵